نسلی برتری اور نظریہ ٔ فوقیت کے عوامل اور عناصر

Causes and Factors of Racism and Superiority

ڈاکٹر فاطمہ*

ڈاکٹر حشمت بیگم**

Abstract

Racism is an ideology which believes in the division of human society in the categories of superior and inferior. It preserves the privileges and rights of the superiors only. Human society becomes an imbalanced society when the characteristics of justice, sympathy and mutual equality replaced by inferiority, self- realization and race, genetic, politics, difference of professions, socio-economic status and difference of religions. The virtue of equality is a basic unit for the establishment of a just and a prosperous society.The current research work is based on the discussion about the different factors which create the atmosphere of racism & superiority and further its consequences in the society.

Keywords: Factors of superiority, dominancy, imbalanced society

قومیت، نسلیت، وطنیت، اقتدار کی طوالت اور سلطنت کی وسعت، طاقت اور شہرت کے حصول کا جنون جیسے مختلف وجوہات اور اسباب معاشروں میں اونچ نیچ، معاشی و سماجی مسائل، طبقاتی نظام کے وجود کو جنم دیتے ہیں۔ جن کی وجہ سے معاشروں میں نفرت، تعصّب اور حرص وہوس کی فضا پیدا ہو جاتی ہے۔

زیر بحث موضوع میں ان عوامل کا ذکر کیا گیا ہے جو نظریہ فوقیت اور نسلی برتری کو جنم دینے کا باعث بن کر معاشرے کو ایک غیر متوازن معاشرہ بنا دیتے ہیں۔ ان عناصر کے ساتھ ساتھ اس بحث میں ان منفی نتائج کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے جس کی وجہ سے انسانوں کے درمیان حاکم اور محکوم کے طبقات تا ابد قائم ہو گئے ہیں۔

برتری اور کم تری کا آغاز پہلی دفعہ شیطان نے کیا جب کہ اُس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی جیسا کہ قرآن پاک میں یہ واقعہ ذکر ہوا ہے:

''وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ لَمْ يَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ .قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ''.[1]

''اور ہم نے تم کو پیدا کیا پھر صورتیں بنائیں تمہاری پھر حکم کیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا سب نے مگر ابلیس نہ تھا سجدہ والوں میں سے۔ کہا تجھ کو کیا مانع تھا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے حکم دیا بولا میں اس سے بہتر ہوں مجھ کو تُو نے بنایا آگ سے اور اُس کو بنایا مٹی سے''

بڑائی اور تفاخر کا نعرہ پہلی دفعہ ابلیس نے لگایا جیسا کہ تفسیر ابن کثیر کے مفسر لکھتے ہیں:

''اَنَا خَیرٌ مِنۡهُ'' ابلیس نے نافرمانی کا ایسا عذر پیش کیا جو در حقیقت اس انکار کے گناہ سے بھی بڑا گناہ ہے، اس نے اس لئے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ خود کو بہتر سمجھتا تھا۔ اس کا زعم تھا کہ میں افضل

*لیکچرار، شہید بینظیر بھٹو وومن یونیورسٹی پشاور۔

**اسسٹنٹ پروفیسر، شہید بینظیر بھٹو وومن یونیورسٹی پشاور۔

اور اشرف ہوں اس لئے مفضول کو سجدہ کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا جا سکتا پھر اس نے برتری اور فضیلت کی وجہ یہ بتائی کہ اس کی تخلیق آگ سے ہوئی اور آگ مٹی سے افضل اور اشرف ہے"[2]

یہ واضح ہوا کہ فوقیت اور برتری کے پس منظر میں ایک اہم سبب اور عنصر بڑائی اور تکبّر ہے۔ یہ سبب انفرادی طور پر موجود ہو یا اجتماعی طور پر، نتیجہ ایک ہی ہے اور وہ ہے باقی اقوام اور افراد کی کم تری کا تصوّر پیدا ہونا۔ آگے کے عوامل اسی پر بنیاد بناتے ہیں۔

افراد اور اقوام کے اندر نسلی برتری ان کے نظریہ افتخار کو جنم دیتی ہے۔ اسی وجہ سے باقی نسلیں کمزور اور کم تر نظر آتی ہیں اور یہی اُن کے استحصال کا سبب بن کر معاشروں میں فساد کو جنم دیتی ہیں۔ نسلیت کی وضاحت کرتے ہوئے ایک مصنّف لکھتے ہیں:

"نسلیت کیا ہے؟ محض خون کا اشتراک۔ اس کا نقطہ ٔآغاز ماں اور باپ کا نطفہ ہے۔ جس سے چند انسانوں میں خونی رشتہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی نقطہ پھیل کر خاندان بنتا ہے پھر قبیلہ، پھر نسل۔"[3]

اسی طرح ایک اور مصنّف اس کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں اپنی رائے دیتے ہوئے کہتے ہیں:

"نسلیت کے بارے میں مختلف بحثیں کی گئی ہیں جن میں دو پہلو نمایاں رہے ہیں۔ ایک جسمانی ساخت و خصوصیات (Phenotype) اور دوسرے جینیاتی خصوصیات (Genotype)۔ انسانی گروہوں کے درمیان جینیاتی خصائص اور جسمانی خصائص کی بنیاد پر تفریق کی گئی"[4]

زمانہ ٔماضی سے یہ موضوع محققین کے لئے ایک اہم اور مرکزی موضوع رہا ہے۔ انسانی جسم ہزاروں جینز پر مشتمل ہے جو انسانوں کی جلد کے رنگ منتخب کرتے ہیں بعض کے خیال میں مخصوص نسل کی جینیاتی خصوصیات اُس نسل یا معاشرہ کی ترقی کا سبب اور ذریعہ ہیں۔ بعض کا یہ کہنا ہے کہ جینیاتی اختلافات زیادہ نہیں ہیں بلکہ یہ اکثر مشترک ہوتے ہیں۔ البتہ جغرافیائی عوامل اور ماحول افراد اور نسلوں کی خصوصیات متعین کرتے ہیں۔

بہت سے ماہرین عمرانیات نسل کی حیاتیاتی بنیادوں کو نہیں مانتے یہاں تک کہ وہ نسلوں کی برتری کے تصوّرات کا بھی انکار کرتے ہیں۔ اُن کا یہ کہنا ہے کہ مختلف جینز کی حامل نسلیں مختلف قسم کی ترقی اور کامیابی حاصل کر سکتی ہیں جن کا حیاتیاتی پہلوؤں سے کوئی تعلق نہ ہو گا۔

ماضی میں نسلی برتری کا نعرہ جرمنی کے نازی گروہ نے لگایا۔ حیاتیاتی پہلو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اُن کا کہنا تھا کہ:

"دونوں نسلوں کا فرق بنیادی اور حقیقی ہے۔ دونوں کے خمیر جدا جدا ہیں۔ دونوں کی حیاتیاتی ساخت ایک دوسرے سے مختلف ہے یعنی دونوں مختلف قسم کی مخلوق ہیں جن کا سوائے ظاہری وجود کے کچھ بھی باہم مشترک نہیں ہے اسی نسلی امتیاز کے فلسفے کو جن فلسفیوں اور دانشوروں نے پروان چڑھایا ان میں الفریڈ روزنبرگ (Alfred[5] Rosenberg)، آر۔ والتھر ڈیرے (R.WalterDarre)[6]، فریڈرک نازشے (Fridrich[7] Nietzsche) اور سپنگلر (Spengler)[8] جیسے لوگ شامل ہیں"[9]

نازی گروہ خود کو آریائی نسل کہلواتا تھا اور اسی وجہ سے اپنی برتری کا قائل تھا۔ اسی برتری کو انہوں نے اپنی ریاست کی پالیسیوں میں شامل کر کے اپنی رعایا کا، جن کو وہ کم تر نسل خیال کرتے تھے، استحصال کیا۔ اُن کی رعایا میں یہودیوں کی بھاری تعداد شامل تھی جن کو وہ معاشرے کے لئے مصیبت خیال کرتے تھے اور یہی یہود کے لئے ہلاکت کا سبب بنا۔

پندرہویں صدی عیسوی میں سپین میں مغرب کی آمد اور وہاں کے باشندوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کی وجہ بھی نسل پرستی قرار دیا جاتا ہے:

"اس ظلم و ستم کی بنیاد مذہب سے زیادہ نسل پرستی تھی۔ ۱۹۴۹ء میں سپین میں ایک قانون نافذ کیا گیا تھا، جس کے تحت نسلی طور پر "پرانے عیسائیوں اور یہودی اور مور (مسلمان) سے "نئے "عیسائی ہو جانے والوں میں فرق کیا گیا۔ گویا صدیوں پہلے یورپ میں ایک نسل پرستانہ رجحان عام ہو گیا تھا۔ نئے عیسائی صدیوں تک مشکوک اور ظلم و ستم کا نشانہ رہے"[10]

اسی طرح نسلی افتخار اور نسل پرستی، یورپ میں کوسوئی[11]، البانوی[12]، بوسنیائی عوام[13]، برما کے صوبہ اراکان میں مسلمانوں کا قتل عام، مغربی اقوام کے ہاتھوں سرخ ہندی لوگوں (Red Indians) اور مغربی اقوام کے نسلی تفاخر کے نتیجے میں سیاہ فاموں کی غلامی کا سبب بنا ہے۔

نظریۂ برتری کا ایک اور عامل قومیت سے قوم پرستی کے نعرے ہیں جو عصبیت کا سبب بن کر صرف اپنے فوائد کے حصول اور باقی اقوام کے استحصال کا سبب بنتے ہیں۔

اس حوالے سے عرب معاشرہ کا جائزہ لیں تو وہ عصبیت کا شکار تھا۔ قبائل کی آپس کی رنجشوں اور نصف صدیوں تک جاری رہنے والی لڑائیوں کا سبب یہی عصبیت تھی جو عرب معاشرے کے اندر امتیازات اور تفریقات کو جنم دیتی تھی۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی ۲۳ سالہ حیاتِ نبویہؐ میں ضلالتِ کفر کے بعد سب سے زیادہ جس چیز کو مٹانے کے لئے جہاد کیا وہ یہی عصبیتِ جاہلیہ تھی۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

''لَيسَ منا من مات على العصبية ليس منا من دعى الى العصبية ليس منا من قاتل على العصبية''[14]

"جس نے عصبیت پر جان دی وہ ہم میں سے نہیں ہے، جس نے عصبیت کی طرف بلایا وہ ہم میں سے نہیں ہے، جس نے عصبیت پر جنگ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے"

تاریخ کا مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ خلافتِ عثمانیہ کے خاتمہ کے اسباب بھی قوم پرستی اور عصبیت بنے تھے۔ عربوں کے اندر جب نسلیت اور عصبیت کے جذبات پیدا ہوئے تو اُس نے اُن کو ترک حکومت سے بغاوت کرنے پر اکسایا۔ عربوں کی نسلی برتری کے احساسات اور رویے آج بھی واضح ہیں۔

قوم پرستی کی دعویدار حکومتیں دیگر قوموں کے ساتھ ایک حد فاصل کھینچ کر اپنی سرحدیں منتخب کرتی ہیں۔ یوں وہ اپنے وطن کے رقبے کو تنگ کر لیتی ہیں۔ جو اس کے لئے وسیع تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ عنصر اقوام کے درمیان نفرت اور تعصب کو جنم دیتا ہے۔

"انسان جس جگہ پیدا ہوتا ہے اس کے رقبہ کو اگر وہ اپنا وطن قرار دے تو شاید وہ کسی ملک کو اپنا وطن نہیں بنا سکتا لیکن وہ اس چھوٹے سے رقبے کے ارد گرد میلوں اور کوسوں اور بسا اوقات سینکڑوں اور ہزاروں میل تک ایک سرحدی خط کھینچ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ وہاں تک میرا وطن ہے اور اس سے باہر جو کچھ ہے اس سے میرا کوئی تعلق نہیں"[15]

قوم پرستی نہ صرف ریاستوں کے حدود متعین کرتی ہے بلکہ قومی تفاخر کو پیدا کر کے ہمسایہ اقوام کے ساتھ مقابلہ کی فضا پیدا کرتی ہے ۔ہمسایہ ممالک اگر ہم سر ہوں تو مقابلہ جاری رہتا ہے ورنہ کم تر ہونے کی صورت میں اُس کے لئے برتر اقوام کے ہاتھوں غلامی کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے۔

مغربی اقوام کے اندر پائے جانے والے ان جذبات اور احساسات کے بارے میں مصنف اپنی رائے دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ان کی نسلی منافرت کی تاریخ کچھ اس طرح ہے کہ یورپی اقوام باہم دیگر شدید نفرت میں مبتلا رہی ہیں۔ جرمن قوم نے غیر جرمنوں کو ،برطانوی قوم نے غیر برطانوی قوموں کو، فرانسیسیوں نے غیر فرانسیسیوں کو شدید نفرت کی نگاہ

سے دیکھا ہے جس کا بڑا ثبوت ان کے درمیان واقع ہونے والی دو عظیم جنگیں ہیں۔ یہ ان کی باہمی نفرت کی آگ تھی جس نے باقی دنیا کو بھی جلا ڈالا"[16]

نظریہ فوقیت کے اسباب میں سے ایک سبب طاقتور اور غالب اقوام کا کمزور اور مغلوب اقوام کی سلطنتوں تک رسائی حاصل کرکے اپنے زیرِ اقتدار رقبے کی توسیع ہے۔

افلاطون[17] اور ارسطو[18] کی سلطنت سے تعلق رکھنے والے سکندر یونانی[19] نے پوری دنیا کو زیر کرنے کا منصوبہ بنا کر اُس میں بہت حد تک کامیابی حاصل کرکے مفتوحہ علاقوں کو یونان[20] کا حصہ بنانے کی کوشش کی۔ توسیع پسندی کا جنون اکثر اپنی طاقت کمزور اقوام پر آزمانے کی ترغیب دیتا ہے۔ افلاطون اور ارسطو تمام انسانوں کو دو طبقات میں تقسیم کرتے تھے ایک آقاؤں اور دوسرا غلاموں کا طبقہ۔ ان کے رائے کے مطابق آخر الذکر طبقہ حکومت کے لئے کبھی موزوں نہیں ہو سکتا بلکہ ان سے صرف جسمانی جفاکشی والے کام لئے جا سکتے ہیں۔ یہی طبقہ اپنی حیثیت اور مرتبے کے لحاظ سے اتنا کمزور تھا کہ بمع اپنے اموال اور اثاثہ جات کے حکومت کی ملکیت تھا۔ اسی کو ایک مصنف سیاسی غلامی سے تعبیر کرتا ہے۔

"طاقتور ملکوں کا کمزور ملکوں کو دبانا سیاسی غلامی کے زمرے میں آتا ہے وہ قومیں جو سیاسی لحاظ سے مستحکم، دفاعی لحاظ سے مضبوط، اقتصادی لحاظ سے طاقتور، تعلیمی اور سائنسی لحاظ سے ترقی یافتہ ہیں بڑی طاقتوں میں شمار ہوتی ہیں۔ ایسی تمام قومیں کمزور قوموں کا استحصال کرتی ہیں"[21]

ایسی اقوام جب اپنی افرادی طاقت، حدودِ سلطنت کی توسیع، اپنے وسائل میں مزید اضافہ کی خواہشمند ہوتی ہیں تو وہ استحصال کا طریقہ اختیار کرتی ہیں۔

"جس کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ ان پر فوجی لحاظ سے قابض ہو جاتی ہیں۔ دوسری صورت میں ان کے ذرائع پیداوار پر قبضہ کر لیتی ہیں اور تیسری صورت یہ ہے کہ ان کو تجارت میں سر اُٹھانے نہیں دیتیں۔ وہ کمزور ممالک کے خام مال سستے داموں بیچنے اور ان کی مصنوعات مہنگے داموں خریدنے پر مجبور کرتی ہیں"[22]

توسیع پسندی کے جنون اور برتری کی سوچ نے اسرائیلی سلطنت کو فلسطین اور ہندوستان کو جو کہ جمہوریت کا دعویدار ہے، جموں وکشمیر میں ظلم وجبر پر مجبور کر رکھا ہے۔ نصف صدی سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود ان مقبوضہ علاقوں کے حالات بہتری کی بجائے مزید بدامنی کی طرف جا چکے ہیں۔

نسلی برتری کا ایک بہت بڑا عامل اپنے مذہب کو ہی سچا اور برتر تصور کرکے دیگر مذاہب کے بارے میں یہی خیال کرنا ہے کہ وہ اس معیار کا مقابلہ نہیں کر سکتے جیسا کہ یہود جو کہ یہ شعور حاصل کر گئے کہ ان کے آباء واجداد کے ساتھ نعمتوں اور مدد دیے جانے کے خصوصی وعدے ہیں تو تب سے ان کے فضیلت علی الناس کا نظریہ زیادہ قوی ہوا جیسا کہ ایک مصنّفہ تحریر کرتی ہیں:

"خدا نے ابراہیم علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا "میں تمہاری اولاد کو سلطنت دوں گا"[23] حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد نے اس وعدے کو حقیقت کا روپ دینے کے لئے اس سلطنت کے لئے بہت سی ابتدائی وحشیانہ جنگیں لڑیں، جسے آج بھی بیشتر یہودی یہودیت کے استحکام کے لئے انتہائی ضروری سمجھتے ہیں۔ آخر خدا نے ابراہیم علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کی اولاد کو یہ سلطنت دے گا ارضِ مقدس ہماری کہانی کا کلیدی عنصر ہو گی"[24]

اسی طرح ماضی میں مغربی اقوام کا افریقی عوام کو اپنی رعایا اور نو آبادیات بنانا، برّصغیر میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے قیام کے ذریعے مغرب کی حکومت کا ایشیا میں قیام، اس کے ساتھ ساتھ امریکی سرزمین پر مغرب کا قبضہ توسیع پسندی کی مثالیں ہیں جو طاقتور اقوام کا اقتدار کے حصول کے بعد دوسرا بڑا اقدام ہوا کرتا ہے۔

"نسل پرستی کا جذبہ معاشرے میں نہ تو فطری ہے اور نہ ہی مستقل، یہ ایک غیر فطری تخلیق ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ اس کے ذریعے سے غیر مساوی درجہ بندی کو مستقل طور پر قائم کیا جائے۔ قوموں کی پس ماندگی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وسائل کی تقسیم مساوی بنیادوں پر نہیں ہے۔ اس وجہ سے نسل پرستی اور پس ماندگی دونوں کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے اور ان کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ معاشرے کے ایک طبقہ کو وسائل کی پہنچ سے دور رکھا جائے"[25]

سفید اقوام اپنے رنگ کی وجہ سے سیاہ اور رنگ دار اقوام پر برتری کی دعویدار ہیں۔ ان اقوام کو سست اور کاہل سمجھ کر ان کو غلام بنایا گیا، ان سے محنت اور جفاکشی کے کام سختی اور جبر کے ذریعے لے کر بنجر زمینوں کو آباد کرایا۔ یہ اقوام خود کو اعلیٰ اور برتر نسل سمجھ کر حاکمیت کے حقدار صرف خود کو سمجھتے ہیں۔ کم تر اقوام، جن میں سیاہ اور رنگ دار قومیں شامل ہیں، کے وسائل سے استفادہ اور اُس پر قبضہ اپنا حق سمجھتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ماضی میں مغربی طاقتوں نے آئرش[26] لوگوں کو اپنی سرزمین سے محروم کر کے، اُس کو اپنے فائدے کے لئے حاصل کیا۔ ان کی سرزمین کو اپنے لوگوں کے لئے گوشت کی فراہمی کا ذریعہ بنایا۔

نظریہ ٔ فوقیت رکھنے والی اقوام لونی، لسانی، نسلی برتری کے ساتھ ساتھ نفسیاتی طور پر بھی اپنی برتری کی قائل ہوتی ہیں۔ اس کے اسباب میں سے ایک سبب اُس قوم کے رہنما، مصنفین اور محققین کی تقاریر، تصنیفات اور تحقیقات ہوتی ہیں جن کا اثر محکوم اقوام میں بطور خوف اور نفرت اور تعصب کے پھیلتا ہے۔

"نفرت اور خوف قوم پرستانہ زندگی کے ضروری عناصر ہیں جن کے بغیر اس میں جان نہیں آتی، قوم پرستی کا جوش اس وقت تک پیدا نہیں ہوتا اور اگر پیدا ہو جائے تو باقی نہیں رہتا جب تک کہ قوم کے لئے کوئی چیز نفرت کرنے کے لئے اور کچھ ڈرانے کے لئے نہ ہو، چنانچہ قومی رہنما، نفرت اور خوف کے ذریعے اس کے جذبات برانگیختہ کرتے رہتے ہیں اور پھر اس کی اس دکھتی رگ کو دبا کر اس میں ہیجان و اشتعال اور جوش و خروش پیدا کر دیتے ہیں"[27]

اس حوالے سے مختلف مصنفین بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ متعصب تصنیفات کے ذریعے وہ نفرت پھیلانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ مذہبی اور قومی رہنما، سیاسی عہدیداران اپنی شہرت اور قوت کا اکثر غلط استعمال کر کے قوم پرستی کی جڑیں مضبوط بناتے ہیں۔ عوام میں یہ تعصّبات اور غیر قوموں کے خلاف نفرت اکثر اُس وقت زیادہ ہو جاتے ہیں جب اقلیتوں کی تعداد کو اصل تعداد سے زیادہ بتا کر اُن کے غلبے اور اقتدار سے اُن کو خوفزدہ کیا جائے۔ یہ صورت حال ہندوستان اور برما میں نظر آتی ہے۔

نسلی برتری کا تصوّر ایک ایسا منفی نظریہ ہے جو معاشروں میں رواداری اور مساوات کے قیام کی بجائے امتیازات اور تفریقات کے راستے کھولتا ہے۔

سوڈان ۲۰۱۰ء تک براعظم افریقہ کا ایک وسیع زرعی ملک تھا جو کہ عربوں اور افریقیوں کے درمیان پیدا ہونے والے اختلافات کی بناء پر شمالی اور جنوبی سوڈان میں تقسیم ہوا۔ اس کے ساتھ ساتھ سوڈان کے علاقے دارفر[28] جہاں ۹۰ فیصد سے زیادہ مسلمان آباد ہیں، وہاں پر ہونے والے فسادات کی وجہ بھی نسلی اختلافات بتائی جاتی ہے۔

"The issue in Sudan is not religion, though religion complicates the issue; the real problem is straight out Arab

racism against Africans. They believe that they are superior to Africans; this is the source of their crime against the majority of Sudanese who are Africans."[29]

دار فر میں ہونے والے فسادات کی وجوہات بیان کرتے ہوئے مصنف کہتے ہیں:

"This is not merely a religious war where Muslims are attacking Christians and African religions; the Khartoum government has obliterated Darfur, regardless of the Darfarian's Islamic practices. The government massacres them because they are Africans who refuse to become followers of Arabism."[30]

نسلی برتری اور نظریہ فوقیت کے اسباب میں سے ایک سبب اپنے مذہب اور اپنی تہذیب کا فروغ بھی ہے۔ بعض اوقات اپنے مذہب سے جنونی وابستگی، مذہبی تاریخ کو زندہ کرنے کا جذبہ بھی اس حوالے سے اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس سلسلے میں ہونے والی کوششوں کو وہ خدا کی رضا کا حصول سمجھ کر کرتے ہیں۔ ماضی میں ہونے والی صلیبی جنگوں، جن کا اعلان پوپ اربن دوم نے ۲۵ نومبر ۱۰۹۵ء میں کیا۔ اس کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ تھا کہ مقدس سرزمین کو وحشی نسل کے لوگوں سے آزاد کرایا جائے۔ اس حوالے سے کیرن آر مسٹرانگ لکھتی ہیں:

"پوپ نے یورپ کے نائٹوں پر زور دیا کہ وہ آپس میں لڑنا چھوڑدیں اور خداوند کے ان دشمنوں کے خلاف متحدہ ہو جائیں، اس نے کہا کہ ترک وحشیوں کا فروں کو قتل کرنا ایک مقدس عمل ہے۔ اس "وحشی قوم کو اپنے علاقوں میں فنا کر دینا" مذہبی فرض ہے۔ نائٹوں کو ایشیائے کوچک سے اس گند کو صاف کرنے کے بعد ایک زیادہ مقدس کام کرنا ہوگا۔ انہیں یروشلم کو کافروں سے آزاد کرانا ہوگا"[31]

برتری اور فوقیت کے اسباب اکٹھے ہو کر قوت کے استعمال اور مزید طاقت کے حصول کو جنم دیتے ہیں جو خونی جنگوں کا آغاز کرتے ہیں۔

"کسی اور براعظم کے لوگوں سے موازنہ کیا جائے تو یورپی اقوام نے دنیا بھر میں نسل کشی کے لئے مظالم کی خاص تاریخ رقم کی۔ یورپ میں یہودی اور اسپین میں مسلمان ہی یورپ کے مظالم کا شکار نہیں رہے۔ امریکہ میں ریڈ انڈینز اور ان کی تہذیب کے لوگ، آسٹریلیا کے قدیم قبائلی اور نیوزی لینڈ کے ماروی قبائل نے بھی یہی سب کچھ کیا۔"[32]

اسی طرح جنگِ عظیم اوّل اور دوم کی وجہ اور اس کے نقصانات بتاتے ہوئے مصنف کہتے ہیں:

"دو عالمی جنگوں میں سات کروڑ پچاس لاکھ سے زیادہ افراد کی ہلاکت کی جڑ بھی یہی مرض ہے"[33]

نسلی، لسانی، لونی، اور مذہبی اختلافات برتری اور فوقیت کے احساسات کو جنم دیتے ہیں جن سے خودغرضی اور خودپسندی کے راستے کھلتے ہیں جو کسی بھی فرد، معاشرہ اور قوم کو اس قدر جنونیت میں مبتلا کر دیتی ہیں کہ صرف اپنی کامیابی اور ترقی کو اپنا نصب العین بنا کر دیگر انسانوں کو محرومیت، پسماندگی اور ذلت کے گھڑوں میں دھکیل دیتے ہیں۔

یہاں یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ مسلمان معاشروں میں بھی بعض اوقات اس قسم کے غیر منصفانہ رویے نظر آتے ہیں ماضی میں بنو امیہ کے دور حکومت میں کئی غیر مسلموں کے ساتھ زیادتی کی گئی اسی طرح ہندوستان میں بھی مسلمانوں نے اپنی حکومت کے دوران بعض اوقات تشدد کے ذریعے غیر مسلموں کا استحصال کیا ہے۔

"مسلمانوں نے تقریباً ساری برہمن اور بدھ خانقاہوں کو مسمار کر ڈالا-نلندا کو 1197ء میں سوخت و خاکستر اور اس کے بھکشوؤں کو ذبح کر دیا گیا"[34]

تاہم یہ واضح رہے کہ اسلامی تعلیمات نے کبھی بھی ذمی یا دوسرے غیر مسلم شہری پر ظلم کی اجازت نہیں دی بلکہ اس کے برعکس اسلامی تعلیمات ایک ایسا معاشرہ بنانے کے لئے واضح احکامات دیتی ہیں کہ جس میں رنگ و نسل اور بلا تفریق مذہب احترام انسانیت ہو اور عدل و انصاف کا بول بالا ہو۔

حواشی وحوالہ جات:

[1] الاعراف:۱۱و۱۲۔

[2] ابن کثیر، عماد الدین، تفسیر ابن کثیر، (مترجم) الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور ۲۰۱۳ء، ط۵، ج۲، ص ۳۵۴۔

[3] مودودی، ابوالاعلیٰ، سیّد، مسئلہ قومیت، ص ۱۷۔

[4] علوی، خالد، اسلام اور نسلی امتیاز، ص ۱۳۔

[5] **الفریڈ روزنبرگ** :Alfred Rosenberg, (Born Jan,12,1893,Reval,Estonia-died Oct 16,1946, Nurnberg), German ideologist of Nazism.

دیکھیے ویب سائٹ.(Accessed on 1st October, 2017) :www.britannica.com/biography/Alfred-Rsenberg,

[6] Richard Walther Dearre:**رچرڈ والتھر ڈیرے** (Born: Ricardo Walther Oscar Darre' 14July 1895-5 September 1953), was one of the leading Nazi "blood and Soil" (German: Blut and Boden) ideologists and serred as Reichs minister of Food and Agriculture from 1933 to 1942.

دیکھیے ویب سائٹ:

.https://books.google.com.pk/books?id=pAT1QwAACAAJ&dq=ricardo+walther+oscar+darré&hl=en&sa=X&ved=0ahUKEwjRrYiY3JfNAhWCuxQKHVcMB7EQ6wEIGjA (Accessed on12th October, 2017)

[7] Friedrich Nietzsche:**فیریڈرک نازشے**, (born: October 15, 1844, Rockne, Saxony Prussia [Germany]- died August 25, 1900, Weimar, Thuringian States), German classical scholar, philosopher, and critic of culture, who became one of the most-influential of all modern thinkers.

دیکھیے ویب سائٹ.(Accessed on 1st October, 2017) :www.britannica.com/biography/Friendrich-Nietzsche

[8] Oswald Spengler:**اوسوالڈ سپینگلر** (born: May 29, 1880), Blankenburg, Ger-diedMay 8, 1936, Munich), German philosopher whose reputation rests entirely on his influential study Der Untergang des Abendlandes, Vol.2 (1918-22; The Decline of the West), a major contribution to social society.

دیکھیے ویب سائٹ.(Accessed on 2nd October, 2017) :www.britannica.com/biography/Oswald-spengler

[9] محمد اشرف، میاں، غلامی ایک تاریخی جائزہ، ص ۴۹۔

[10] آرمسٹرانگ، کیرن، مقدس جنگ، (مترجم (محمد احسن بٹ، نگارشات پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۲۴۸۔

[11] کوسوا اقوام متحدہ کے زیر انتظام جنوبی سربیا کا علاقہ ہے اور اس کو یورپ کے نیم خود مختار علاقوں میں شامل کیا جاتا ہے۔

دیکھیے ویب سائٹ.(Accessed on 4th October, 2017) :http://www.britannica.com/place/Kosovo

[12] **Albania,** Country in southern Europe, located in the western part of the Balkan Peninsula on the Strait of Otranto, the southern entrance to the Adriatic Sea. The capital city is Tirana (Jirane).

دیکھیے ویب سائٹ.(Accessed on 5th October, 2017) :www.britannica.com/place/Albania

[13] **Bosnia and Herzegovina,** Country situated in the western Balkan Peninsula of Europe. The larger region of Bosnia occupies the northern and central parts of the country, and Herzegovina occupies the south and southwest.

دیکھئے ویب سائٹ.(Accessed on 4th October, 2017) www.britaanica.com/place/Bosnia-and-Herzegovina:

14 ابوداؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن ابی داؤد ، تحقیق محمد محی الدین، دارالفکر، بیروت سن اشاعت نامعلوم، کتاب الآدب باب فی العصبیۃ ، رقم ۵۱۲۱۔

15 مودودی، ابوالاعلیٰ، سیّد، مسئلہ قومیت، ص۱۷۔

16 محمد اشرف، میاں، غلامی ایک تاریخی جائزہ، ص۲۷۔

17 **افلاطون :(Plato)** جس کا اصل نام اوسٹوکلیز بتایا جاتا ہے یونان کے مؤثر ترین فلسفیوں میں سے ایک ہے۔ افلاطون سقراط کا شاگرد اور متعدد فلسفیانہ مکالمات کا خالق اور ایتھنز میں اکادمی (اکیڈمی) نامی ادارے کا بانی تھا جس میں بعد ازاں ارسطو نے بھی تعلیم حاصل کی۔

دیکھئے ویب سائیٹ.(Accessed on 5th October, 2017) http://www.britannica.com/biography/Plato:

18 **ارسطو:** یونان کا ممتاز فلسفی، مفکر اور ماہر منطق تھا، جس نے سقراط جیسے استاد کی صحبت پائی اور سکندر اعظم جیسے شاگرد سے دنیا کو متعارف کرایا۔

دیکھئے ویب سائٹ.(Accessed on 1st October, 2017) http://www.britannica.com/biography/Aristotle :

19 **سکندر اعظم (سکندر یونانی / سکندر مقدونی :(**۳۵۰ سے ۱۰ جون ۳۲۳ قبل مسیح تک مقدونیہ کا حکمران رہا۔ اس نے ارسطو جیسے استاد کی صحبت پائی۔ کم عمری ہی میں یونان کی شہری ریاستوں کے ساتھ مصر اور فارس تک فتح کر لیا۔ کئی اور سلطنتیں بھی اس نے فتح کیں جس کے بعد اس کی حکمرانی یونان سے لے کر ہندوستان کی سرحدوں تک پھیل گئی۔

دیکھئے ویب سائٹ.(Accessed on 2nd October, 2017) http://www.britannica.com/biography/Alexander-the-Great:

20 **یونان یا جمہوریہ ہیلینیہ :** جنوب مشرقی یورپ میں جزیرہ نما بلقان کے نشیب میں واقع ملک ہے۔ یونان کو فنونِ لطیفہ کی ماں بھی کہا گیا ہے۔ جمہوریت کا تصوّر سب سے پہلے یونان میں قائم ہوا اور وہاں سے یہ طرزِ حکومت دنیا کے دوسرے ملکوں تک پہنچا۔

دیکھئے ویب سائٹ.(Accessed on 3rd October, 2017) http://www.britannica.com/place/Greece :

21 محمد اشرف، میاں، غلامی ایک تاریخ جائزہ، ص۱۴و۱۵۔

22 ایضًا۔

23 پیدائش:۷/۱۲۔

24 آرمسٹرانگ، کیرن، مقدس جنگ، ص۲۴۔

25 مبارک علی، غلامی اور نسل پرستی، ص۷۷۔

26 آئرلینڈ کے باشندوں کو کہا جاتا ہے۔

27 ندوی، ابوالحسن علی، انسانی دنیا پر مسلمانوں کی عروج وزوال کا اثر، ص ۲۴۵۔

Darfur, (Arabic: "Land of the Fur") also called Western Darfur, historical region of the Billad al-[28] Sudan (Arabic: "Land of the Blacks"), roughly corresponding to the westernmost portion of present-day Sudan. It lay between kordofan to the east and wandoi to the West and extended southward to the Al-Ghazal (Gazelle) River and northward to the Libyan Desert.

دیکھئے ویب سائٹ.(Accessed on 1st October, 2017) www.britannica.com/place/Darfur:

Asante, MalefiKete, Arab Racism Raises its Head in Sudan, 02/12/2012.[29]

دیکھئے ویب سائٹ.(Accessed on 2nd October, 2017) www.asante.net/articles/52/afrocentricity/:

30 ایضًا۔

31 آرمسٹرانگ، کیرن، مقدس جنگ، ص۲۱۔

32 کمال، فیروز محبوب، ڈاکٹر، "مغرب کا تکبر اور سرپرمنڈلاتی جنگ"، معارف فیچر، کراچی، ج۸، ش۴، فروری ۲۰۱۵ء، ص۱۔

33 ایضًا۔

34 ول ڈیورانٹ، ہندوستان، مترجم طیب رشید، مکتبہ تخلیقات، 2012ءلاہور، ص198۔